ابو حنیفہ زہرا

ایک درویش کے درِ دولت پر

مقتدر حکمران، قومی رہنما، سیاسی زعماء، افغان مجاہدین کے قائدین، مشائخ و علماء اور دانشوروں کی شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری، خراجِ عقیدت اور اعترافِ عظمت کمال۔

مولانا احتشام الحق صاحب تھانویؒ کی آمد

یکم ستمبر ۱۹۶۵ء بمطابق ۴ جمادی الاول کو حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانویؒ کی دارالعلوم میں آمد ہوئی، دارالعلوم سے باہر حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ، اساتذہ و اراکینِ مدرسہ اور طلبہ نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم کے دارالحدیث میں ایک مختصر استقبالیہ تقریب میں ان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں مثلاً دارالتدریس، دفتر اہتمام، کتب خانہ، دارالاقامہ، جامع مسجد، مطبخ وغیرہ کا معائنہ فرما کر از حد مسرت کا اظہار فرمایا۔ سپاسنامہ کے جواب میں حضرت مولانا نے حسب ذیل مختصر تقریر فرمائی:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ط

محترم بزرگو اور میرے عزیز بھائیو طلبۂ علمِ دین! دارالعلوم حقانیہ ایک طویل عرصہ سے پاکستان کے مختلف حصوں میں خاص طور سے صوبہ سرحد اور افغانستان و قبائل میں جو دینی اور تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ آنے والا وقت ہم سے زیادہ اس کی قدر کرے گا اور تاریخ میں اس کے کارناموں کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا، جب اس کی تاسیس اور بنیادی مرحلہ تھا تو میں حاضر ہوا تھا۔ اب بھی جب کبھی اس علاقہ کے احباب سے ملاقات ہوتی ہے تو حالات دریافت کرتا اور سلام و دعا بھیجتا رہتا ہوں، ایسی حالت ہوتی ہے جیسے کوئی محبوب سے گزر ہوتا ہے ؂

ع صبا پیام رسانید...... الخ

اب میں دوبارہ ایسے وقت میں آیا ہوں کہ دارالعلوم حقانیہ عروج پر ہے اور اس کا ہر شعبہ ترقی پر ہے۔ ہم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکرگزار ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس سے زیادہ ترقیات سے نوازے۔

سپاسنامہ میں کچھ باتیں میرے بارہ میں کہی گئی ہیں۔ بات یہ ہے کہ بزرگ جب اُٹھ جاتے ہیں تو چھوٹوں کے ساتھ لوگ بڑوں جیسا سلوک کرتے ہیں۔ ہم خود چھوٹے ہیں مگر بزرگوں کی نسبت ہے، اللہ تعالیٰ یہ نسبت تا دیر قائم و دائم رکھے ـــــ وہ اکابر اور بزرگ جن کے ناموں پر اور جن کی نسبت سے یہ درسگاہیں قائم ہیں، صرف ہندوستان و پاکستان نہیں بلکہ دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں ان کی یادگاریں اور فیض نہ پائے جاتے ہوں۔ میں جب ۱۹۵۶ء میں چین گیا تو وہاں ایک عالم سے ملاقات ہوئی جن کا نام محمد یوسف الہجرانی تھا، ان سے جب تعارف میں پاکستان کا ذکر کیا گیا تو وہ بے چارے پاکستان کے لفظ سے نا آشنا تھے، انہوں نے کہا کہ دہلی سے آئے ہو؟ پھر انہوں نے دیوبند کا ذکر کیا، میں نے حیرانی سے دیوبند کے بارہ میں ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہم دیوبند کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ یہاں ہمارے علاقہ میں جتنے علماء و فضلاء ہیں وہ سب دیوبند ہی کے فیض یافتہ ہیں میری آنکھوں میں خوشی کے آنسو آئے کہ یا اللہ ہمارے اکابر کا فیض کہاں کہاں پہنچا، دُنیا کے گوشہ گوشہ میں انہوں نے علم پھیلایا ؂

ذھب الذین معاش فی اکنافھم
فبقیتُ فی خلفٍ کجلدِ الاجرب

ہمارے اکابر کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ان میں اتنا زہد اور تقویٰ تھا کہ لوگ سمجھتے کہ صحابہؓ جیسے ہیں۔ گویا ان کی ذات دین کی نشانی تھی اور دوسری بات یہ تھی کہ انہوں نے باطل سے کبھی مفاہمت نہ کی بلکہ دیوار بن کر سینہ سپر ہوئے ـــــ آج اس وقت یہ چیزیں ہم میں مفقود ہوتی جا رہی ہیں، اُس وقت بھی تمام فرقے موجود تھے مگر لوگ ان کو بلا امتیاز بزرگ اور روحانی پیشوا سمجھتے تھے۔ آج انہی بزرگوں کے نام پر ہم زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طور پر ان اکابر سے وابستہ رکھے اور ان کی روح ہمارے اعمال میں کارفرما ہو۔

میں آخر میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب (رحمہ اللہ) اور دیگر اساتذہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری یہ عزت افزائی کی جس کا میں لائق نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ترقیات سے نوازے۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ

> تاریخ میں دارالعلوم حقانیہ کے کارناموں کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔
> مولانا احتشام الحق تھانوی

خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

مولانا فضل الرحمٰن مجددی افغانی کی آمد

افغانستان کے مجددی خاندان کے ایک ممتاز فرد اور حضرت مُلّا شور بازار نور المشائخ کے فرزند مولانا فضل عثمان مجددی ۳ ستمبر بروز جمعہ تشریف لائے حضرت شیخ الحدیثؒ کے مکان پر کئی گھنٹے قیام فرمایا۔ نماز جمعہ سے قبل مجمع سے اپنے پرجوش کلمات خیر و حکمت سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ بیت المقدس کے المیہ کے علاوہ ملک میں سوشلزم جیسے غیر اسلامی نعروں کے فروغ پر انتہائی درد اور الم کا اظہار کیا۔ اس ضمن میں انہوں نے فرمایا کہ ایک جرمنی نے مجھے کہا کہ تم مسلمان اس لیے ترقی نہیں کرتے کہ آپ نے اپنا راستہ اور اپنا نظریہ چھوڑ دیا ہے۔ ظاہری اسباب اور وسائل کی کمی نہیں، دُنیاوی ترقی کے امور بھی آپ نے اپنائے اور دین پر آپ نے چلنا ترک کر دیا۔

انہوں نے فرمایا کہ میں نے جو امیدیں پاکستان سے وابستہ کی تھیں، افسوس کہ وہ خاک میں مل گئی ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے دینِ اسلام پر ڈٹے رہیں۔ نئے نئے نعروں اور ازموں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں۔ وہ کمیونزم جو افغانستان اور پاکستان میں پھیل رہا ہے ہمیں اس سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ یہ درحقیقت دہریت ہے اور میں نے بخارا وغیرہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس اشتراکیت میں عورتوں تک کو مشترکہ سرمایہ بنا لیا جاتا ہے۔ اس اشتراکیت کی کوئی چیز نہ تو اسلام برداشت کر سکتا ہے اور نہ پختون قوم کی غیرت و حمیت۔ ہم صرف حضورؐ کا دامن تھام لینے سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔

انہوں نے فرمایا کہ ہمارا خاندان ہمیشہ علم اور دین کا خادم رہا ہے یہاں دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں دین کی جو عظیم الشان خدمات ہو رہی ہیں جو کچھ ہمارے ہاتھوں سے خدمت ہو سکے ہم اس سے دریغ نہ کریں۔

> دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں دین کی عظیم الشان خدمت ہو رہی ہے (مولانا فضل عثمان مجددی)

گورنرِ سرحد جناب حیات محمد خان شیرپاؤ کی آمد

مؤرخہ ۸ مارچ ۱۹۷۲ء کو جناب حیات محمد خان شیرپاؤ گورنر صوبہ سرحد دارالعلوم تشریف لائے، دارالعلوم سے باہر اساتذہ و طلبہ نے ان کا استقبال کیا۔ دارالعلوم پہنچ کر آپ نے حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ساتھ درس گاہوں، کتب خانہ اور نئی تعمیرات کا معائنہ کیا اور بے حد متاثر ہوئے۔ کچھ دیر کے لیے آپ مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الحق کے ساتھ دفتر الحق بھی تشریف لائے اور الحق سے اپنی دیرینہ دلچسپی کا اظہار فرمایا۔ —— بعد میں آپ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ساتھ دارالحدیث ہال تشریف لے گئے اور طلبہ کے ساتھ حلقۂ درس میں چٹائیوں پر بیٹھ گئے —— اس استقبالیہ میں مولانا سمیع الحق نے طلبہ و اساتذۂ دارالعلوم کی طرف سے آپ کی اچانک آمد کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ حکام اور امراء کا ان بوریہ نشین طلباء علوم نبوت کے پاس آنا خود ان کے حق میں عزت اور بھلائی کی بات ہے جبکہ علماء اور فقراء کا حکام کے در پر جبہ سائی علم اور دین کی تذلیل ہے۔ اس طرح آج جناب شیرپاؤ صاحب کی اچانک آمد اور طلبہ کی محفل میں بیٹھنے سے علم پرور حکام کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔

جناب محترم گورنر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ میں حضرت مولانا صاحبؒ کا دیرینہ معتقد ہوں اور میں نے حضرت مولانا صاحب اور دارالعلوم کے بارہ میں جو کچھ سنا تھا آج دارالعلوم کو اپنی توقعات سے بڑھ کر پایا۔

علومِ دینیہ کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ پاکستان جس مقصد کے لیے قائم ہوا ہے اسے حاصل کرنے کے لیے ہم یہاں دین کے فروغ اور دینی تعلیم کی ترویج پر بھی پوری توجہ دیں —— اس طرح اگر حکام ایک طرف کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جاتے ہیں تو دوسری طرف یہاں آکر طلبہ علومِ دینیہ سے بھی ملنا چاہیے کیونکہ یہ لوگ قیامِ پاکستان کے اساسی مقصد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں جو کہ اسلام کی اشاعت و حفاظت ہے۔

بعد میں جناب گورنر صاحب موصوف نے دفترِ اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے ساتھ چائے نوش کی۔ موصوف نے پانچسو روپیہ کا گرانقدر عطیہ دارالعلوم کے لیے عطا فرمایا۔

گورنر اور وزیر اعلیٰ سرحد ارباب سکندر خان کی آمد

گورنر سرحد جناب ارباب سکندر خان خلیل نے اسلامی مدارس پر زور دیا ہے کہ وہ اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ جدید علوم کی تحصیل پر بھی توجہ دیں۔ گورنر صاحب یہاں دارالعلوم حقانیہ میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے کے صاحبزادوں کی تقریب نکاح میں شمولیت کے موقعہ پر جمعیۃ علماء اسلام کے اکابر اور عمائدین ملک اور معززین کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ گورنر صاحب نے فرمایا کہ میں نے مولانا عبدالحق صاحب سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اگر وسائل اجازت دیں تو اسلامی مدارس کی امداد کی جائے۔ انہوں نے اس ضمن میں دارالعلوم حقانیہ کو غیر مشروط امداد دینے کہ یہاں طبِ جدید و قدیم کے کالج کھولنے کی پیشکش کی تاکہ یہاں کے فارغ ہونے والے نصابِ تعلیم میں ایسے مضامین سے بھی روشناس ہو کر نکلیں کہ دین کے ساتھ ساتھ دُنیاوی ترقیات اور مسائل سے بھی

> میں حضرت مولانا صاحبؒ کا دیرینہ معتقد ہوں اور میں نے حضرت مولانا صاحب اور دارالعلوم کے بارہ میں جو کچھ سنا تھا آج دارالعلوم کو اپنی توقعات سے بہت بڑھ کر پایا۔
>
> (حیات محمد خان شیرپاؤ)

مناسبت رکھتے ہوں، ہم اختیارات ہیں کسی قسم کی مداخلت کے بغیر امداد دینے کو تیار ہیں۔

جناب گورنر صاحب نے فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ علم کا ایک ایسا مینار ہے جسے ہم دنیا کے سامنے پٹھانوں کے دین اور علم سے محبت کی ایک دلیل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں اور یہ ایک مردِ فقیر مولانا عبدالحق صاحب کی فقیرانہ تگ و دو کا زندہ نمونہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے گورنر صاحب نے کہا کہ وہاں کے بڑے چھوٹوں نے انگریز کے خلاف جہاد میں مسلسل حصہ لیا، اور اس سلسلہ میں شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور ان کے رفقاءؒ کے نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے۔

مذہبی و سیاسی مشاہیر کی آمد

۸ جولائی ۱۹۷۳ء کو متحدہ محاذ کے صدر حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی معیت میں مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا الازہری، متحدہ جمہوری محاذ کے جنرل سیکرٹری پروفیسر غفور احمد اور جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب نے قدم رنجہ فرمایا۔ طلبہ کی خواہش پر ان حضرات نے چند منٹ کے لیے خطاب بھی فرمایا:۔

> دارالعلوم حقانیہ علم کا ایک ایسا مینارہ ہے جسے ہم دنیا کے سامنے پٹھانوں کے دین اور علم سے محبت کی ایک دلیل کے طور پر پیش کر سکتے ہیں اور یہ ایک مردِ فقیر مولانا عبدالحق صاحب کی فقیرانہ تگ و دو کا زندہ نمونہ ہے۔ (ارباب سکندر خان خلیل گورنر سرحد)

مولانا نورانی نے فی البدیہہ عربی زبان میں علمِ دین اور علماء کی فضیلت بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ دارالعلوم کی علمی و دینی مرکزیت اور شہرت کی وجہ سے یہاں آنا میری دیرینہ خواہش تھی۔ یہاں کے طلبہ کے چہروں پر علومِ نبوت کے انوار محسوس ہو رہے ہیں۔

چوہدری ظہور الٰہی صاحب نے کہا کہ قدر و منزلت کی اس محفل میں میں شرکت اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھتا ہوں۔ برائیوں کی وجہ سے قوم ظلم میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر موت کی نیند نہ ہو تو قومیں جاگ اٹھتی ہیں۔ مگر اب بھی اللہ کے فضل سے کچھ لوگ شمعِ ہدایت روشن کیے ہوئے ہیں جس کی مثال یہ دارالعلوم ہے۔

جناب پروفیسر غفور احمد صاحب نے فرمایا کہ یہاں کی حاضری کو اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہوں۔ آسمان کا سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے مگر اللہ کی بندگی، اطاعت اور علوم کا سورج مغرب سے طلوع ہوا۔ دارالعلوم حقانیہ جیسی درس گاہیں پاکستان قائم رکھنے والے لوگوں اور اسلام چاہنے والوں کے خلوص کا نتیجہ ہیں۔ یہاں سے نکلنے والے روشنی کے چراغ اور پہاڑی کے نمک ہیں۔

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری نے کہا کہ یہ ادارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا حامل ہے۔ علماء کی مساعی سے دستور قدرے اسلامی ہوا، اور ایسی ہی جدوجہد سے ملک دین و دنیا کے اعتبار سے پھولتا پھلتا نظر آئے گا۔ انشاء اللہ

قائدِ وفد حضرت مولانا مفتی محمود نے فرمایا کہ میں تو ہفتہ دو ہفتہ بعد ضرور آپ کے پاس آتا ہوں، یہاں میری حیثیت میزبان کی ہے۔ انہوں نے معزز مہمانوں کا اپنی اور حضرت شیخ الحدیث صاحب کی طرف سے یہاں آمد پر شکریہ ادا کیا اور کہا کہ ہماری جدوجہد ہے کہ جو علوم قرآن و حدیث آپ یہاں حاصل کر رہے ہیں اسے ملک میں جاری کر سکیں اور دین کا نظام قائم ہو۔

جناب شیخ صالح السیّار سفیرِ لیبیا

۱۷ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ کو جمہوریہ عربیہ لیبیا کے سفیر کبیر جناب شیخ صالح السیار پشاور جاتے ہوئے کچھ دیر کے لیے دارالعلوم حقانیہ میں ٹھہرے۔ نماز عصر کے بعد آپ کو مولانا سمیع الحق صاحب ایڈیٹر ماہنامہ الحق نے دارالعلوم کی عمارات، دفاتر وغیرہ کا سرسری معائنہ کرایا، دارالعلوم میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات تھیں، پھر بھی کافی طلبہ موجود تھے جنہیں دیکھ کر سفیرِ محترم نہایت خوش ہوئے اور طلبہ بھی جناب شیخ صالح جیسے اسمِ بامسمیٰ صالح اور متشرع شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے۔ سفیرِ محترم نے دارالعلوم کی کتاب الآراء میں اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے کہا کہ اس سرسری زیارت نے بھی مجھے اس نتیجہ پر پہنچایا ہے کہ دارالعلوم ہر طرح کے اجلال و تقدیر کا مستحق ہے اور میری تمنا ہے کہ میں بہت جلد دارالعلوم میں دوبارہ آؤں اور اطمینان سے کچھ دیر ٹھہروں۔

سیّد غواث صاحب گورنر سرحد کی آمد

صوبہ سرحد کے موجودہ گورنر جناب ریٹائرڈ میجر جنرل سید غواث صاحب اپنے دینی جذبات کی بناء پر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب سے دیرینہ مخلصانہ راہ و رسم اور عقیدتمندانہ تعلق رکھتے ہیں۔ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۵ء بروز جمعہ اچانک دارالعلوم تشریف لائے، دارالعلوم میں جمعہ کی تعطیل تھی، آپ نے دفترِ اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ساتھ کافی دیر قیام کیا اور دارالعلوم کے مختلف

شعبوں کی تفصیلات کے معائنہ کے دوران نہایت خوشی کا اظہار کیا۔ تقریباً چار بجے آپ دارالعلوم سے واپس تشریف لے گئے۔ اس سے کچھ دن قبل بھی آپ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی بیمار پرسی کے لیے قدم رنجہ فرمایا تھا۔

● ۱۵ مئی ۱۹۷۶ء کو عصر سے قبل اسیرِ مالٹا حضرت شیخ الہندؒ کے تلمیذِ رشید مولانا عزیر گل رح نے تھوڑی دیر کے لیے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا اور طلبہ کو تحریک ریشمی رومال کے اس درخشندہ اور تابندہ فردِ فرید کی زیارت کا موقع ملا۔ حضرت موصوف ضعفِ بصارت کی وجہ سے اپریشن کی غرض سے راولپنڈی تشریف لے گئے تھے واپسی میں دارالعلوم کو نوازا۔

● ۱۸ اپریل ۱۹۷۶ء کو حضرت قائدِ جمعیۃ علماء اسلام مولانا مفتی محمود صاحب تشریف لائے اور طلبہ سے ملکی و ملی مسائل پر مبسوط خطاب فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب اکثر و بیشتر صوبہ سرحد آتے جاتے ہوئے دارالعلوم کو قدومِ میمنہ سے نوازتے ہیں۔

● اس سے چند دن قبل شیخ التفسیر حضرت لاہوری رح کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب رح اپنے استاذ المکرم حضرت شیخ الحدیث رح کی عیادت اور زیارت کے لیے تشریف لائے، طلبہ کی خواہش پر دارالحدیث میں خطاب بھی فرمایا۔

● ۶ مئی ۱۹۷۶ء بروز جمعہ بعد نمازِ عصر امیر جمعیۃ العلماء اسلام بقیۃ السلف مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ تشریف لائے۔ دارالعلوم سے باہر طلبہ و اساتذہ نے والہانہ استقبال کیا، عصر کے بعد شام تک آپ کا خطاب جاری رہا۔ بعد از مغرب جاتے وقت دارالعلوم کی ترقیات اور طلبہ کے لیے دعائیں کرتے ہوئے آپ پر رقت طاری ہوگئی اور فرمایا کہ یہاں سے انشاء اللہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور اسلامی انقلاب کی لہریں اٹھیں گی، طلبہ کو جادۂ حق پر گامزن رہنے اور استقامت کی تلقین کی۔ حضرت درخواستی صاحب نے واپسی پر راولپنڈی ہسپتال میں حضرت شیخ الحدیث کی عیادت بھی فرمائی۔

● ۱۵ مئی ۱۹۷۶ء بروز ہفتہ حضرت العلامہ شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف بنوری رح نے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا اور کچھ دیر کے لیے طلبہ کو اخلاص و للّٰہیت اور طالب علم کے موضوع پر تقریر فرمائی اور طلبہ و دارالعلوم کے لیے دعائیں فرمائیں۔

۲۰ مئی ۱۹۷۶ء کو ایک اور بزرگ حضرت مولانا عبدالحنان صاحب تاجک شیخ الحدیث اوکاڑہ بھی حضرت شیخ الحدیث رح سے ملنے دارالعلوم تشریف لائے اور طلبہ کے تقاضا پر علم اور طالب علم کے آداب پر مختصر مگر مؤثر خطاب فرمایا۔

● ۲۵ اگست ۱۹۷۶ء وفاقی وزیرِ بلدیات و دیہی ترقی جناب خان محمد زمان خان اچکزئی اسلام آباد سے اکوڑہ خٹک تشریف لائے اور گھر پر حضرت شیخ الحدیث رح سے ملاقات کی۔

● ۶ ستمبر ۱۹۷۶ء امیر جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب مدظلہ حضرت شیخ الحدیث رح سے ملنے اور عیادت کرنے اکوڑہ خٹک تشریف لائے، گھنٹہ بھر دونوں حضرات کی ملاقات رہی۔ اس کے بعد معتقدین کے ایک بڑے مجمع سے حضرت درخواستی مدظلہ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب صاحب رح کی مسجد میں پرسوز اور پرحکمت خطاب فرمایا۔ خطاب کے دوران حضرت دین پوری مرحوم کی وفات پر اظہارِ تعزیت کیا گیا اور تمام حاضرین نے مرحوم کے رفعِ درجات کی دعا کی۔

● ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۸ء وفاقی وزیرِ صحت جناب میر صبح صادق کھوسو صاحب حضرت شیخ الحدیث رح کی زیارت کے لیے دارالعلوم تشریف لائے، دفتر الحق میں ان کو ضیافت دی گئی، گھنٹہ بھر حضرت رح کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد دارالحدیث میں طلباء اور اساتذہ کے اجتماع سے مختصر خطاب فرمایا اور قومی حکومت کے عزائمِ اسلامی پر روشنی ڈالی۔ اس سے قبل مولانا سمیع الحق صاحب نے وزیرِ موصوف کا خیر مقدم کیا اور اس اہم منصب کے لیے مولانا مفتی محمود رح صاحب کے حسنِ انتخاب کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ جمعیۃ طلباء اسلام دارالعلوم کی طرف سے مولوی عنایت اللہ ڈیروی متعلم دارالعلوم حقانیہ نے سپاسنامہ پیش کیا۔

● ۱۵ دسمبر ۱۹۷۹ء — پاکستان قومی اتحاد کے صدر اور جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا مفتی محمود صاحب تقریباً تین ماہ سی ایم ایچ راولپنڈی میں زیرِ علاج رہنے کے بعد آج شام دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پہنچے، اٹک پل پر مولانا سمیع الحق صاحب نے علاقہ کے معززین کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔ مولانا مدظلہ نے یہاں پہنچکر حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ کی زیارت کے لیے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے رات کا کھانا میاں حضران شاہ صاحب کے گھر کھایا جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ نمازِ عشاء کے بعد دارالحدیث ہال میں جو طلباء، علماء، اساتذہ اور معززین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، حضرت مفتی صاحب نے اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں اقدامات اور اسلامی حدود و تعزیرات کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تک عالمانہ خطاب فرمایا۔

● ۲۹ اگست ۱۹۷۸ء کو جنرل سیکرٹری جماعتِ اسلامی قاضی حسین احمد صاحب تشریف لائے اور دفتر الحق میں جنابِ مدیر صاحب سے تحریکِ اصلاحِ معاشرہ کے سلسلہ میں بات چیت کی، دوسرے دن ۳۰ اگست کو قاضی صاحب موصوف اور مدیر الحق نے جامع مسجد دارالعلوم میں بعد از نمازِ عصر طلبہ و اساتذہ سے تحریک کے سلسلہ میں خطاب کیا۔ اس موقع پر اتفاق سے مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب راولپنڈی اور مولانا محمد یوسف بنوری مرحوم کے فرزند مولانا محمد بنوری (کراچی) بھی تشریف لائے تھے۔

● وفاقی وزیرِ امورِ کشمیر و قبائل الحاج فقیر محمد خان صاحب دارالعلوم تشریف لائے آپ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کی اور بعد از نمازِ جمعہ دارالعلوم کی مسجد قدیم میں حاضری کے ایک اجتماع میں موجودہ حالات پر خطاب بھی فرمایا۔ آپ نے قیام دارالعلوم کے دوران دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ بھی فرمایا۔

● ۲۸ نومبر ۱۹۷۸ء کو وفاقی وزیرِ دفاع جناب علی احمد تالپور صاحب اپنے دورہ پشاور کے دوران حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کی عیادت اور زیارت کے لیے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق نے آپ کو دارالعلوم کی تعمیرات اور مختلف شعبوں کا معائنہ کرایا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کی اور گھنٹہ سوا گھنٹہ آپ کے ساتھ رہے۔ جدید دفاتر دارالعلوم میں آپ کو معززین کے ساتھ چائے کی ضیافت دی گئی۔ اس کے بعد کتب خانہ کے وسیع ہال میں جناب تالپور صاحب نے حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے ملک کے موجودہ حالات اور حکومت کے عزائم پر روشنی ڈالی۔

آپ نے اہلِ علم کے مقام و مرتبہ کو سراہتے ہوئے کہا کہ وزارتیں اور صدارتیں اس مقام کے سامنے ہیچ ہیں اور میں حق اور نیکی کے ساتھ ہمیشہ ساتھ دیتا رہا ہوں اب بھی اگر ایسا کر سکوں تو بہتر کر باطل اور بدی کے مقابلہ میں پیش پیش رہوں گا۔ تالپور صاحب نے اپنی تقریر میں قومی اسمبلی میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب کے کردار کو سراہا، اپنے تحریری تاثرات میں آپ نے لکھا :۔

"یہ فقیر علی احمد تالپور آج حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ کی عیادت پرسی کے لیے حاضر ہوا اور مدرسہ عالیہ کی عظیم الشان عمارت اور طلبا کی رہائش کا عظیم منصوبہ دیکھا جو دینِ حق کی سربلندی کے لیے جاری ہے ـــــ اور میں اپنی زندگی کے وہ ایام بہترین ایام سمجھتا ہوں، جب میں قومی اسمبلی میں ایک ایک غاصب قوت کا حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی راہنمائی میں مقابلہ کر رہا تھا ـــــ خداوند کریم اس صدقہ جاریہ کو قائم و دائم رکھے اور دینِ اسلام کی اور پوری انسانی ذات کی بہتریت خدمت کا ذریعہ بنائے"۔

استقبالیہ کلمات میں مولانا سمیع الحق صاحب نے وزیرِ موصوف کا خیر مقدم کیا اور حضرت شیخ الحدیث نے بھی وزارتِ دفاع کے منصب کے لیے تالپور صاحب کے انتخاب پر صدرِ مملکت کی تحسین کی۔ وزیرِ دفاع نے دارالعلوم کے شعبہ مؤتمر المصنفین کی مطبوعات میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا، بالخصوص مدیر الحق کی کتاب "اسلام اور عصرِ حاضر" کے مطالعہ کے تاثرات کا بھی ذکر کیا۔

● یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی پاکستان اسلام آباد کے ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر عبدالواحد اور حضرت مولانا عبدالحق ربانی میر پور خاص دارالعلوم کے معائنہ اور شیخ الحدیث صاحب کی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ مولانا عبدالحق ربانی دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ طالب العلمی میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کے رفیق رہے، آپ مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے بھی استفادہ کر چکے ہیں، نمازِ ظہر کے بعد دارالحدیث میں طلبہ سے ہر دو حضرات نے خطاب بھی فرمایا۔ مولانا ربانی صاحب موصوف کا موضوعِ خطاب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تصانیف اور علوم رہا۔ آپ نے طلبہ اور اہلِ علم پر زور دیا کہ ان حضرات کی تصانیف اور علوم سے گہرا شغف پیدا کریں۔

● ۷ جنوری ۱۹۸۱ء جانشینِ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد اسعد مدنی مدظلہ صدر جمعیۃ العلماء ہند، رابطہ عالمِ اسلامی مکہ مکرمہ کے ایشیائی اجلاس منعقدہ اسلام آباد میں شمولیت کے لیے مختصر دورے پر پاکستان تشریف لائے۔ اس بار بھی انہوں نے کثیر مشاغل سے وقت نکال کر صوبہ سرحد کا دورہ اپنے محبوب بزرگ بقیۃ السلف مولانا عزیر گل مدظلہ اسیر مالٹا اور اپنے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب کی زیارت کے لیے دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا۔ یہاں پہلے سے حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ نے رات گذارنے کا فیصلہ فرمایا تھا، دارالعلوم کے اساتذہ اور طلبہ نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔

مولانا سمیع الحق صاحب سفر پر تھے اس لیے دارالعلوم کی طرف سے حضرت مولانا انوار الحق صاحب، مولانا سلطان محمود صاحبؒ ناظم دارالعلوم اور حضرت الشیخؒ کے ایک خادم خاص جناب ممتاز خان صاحب انہیں لینے پشاور کے ہوائی اڈہ اور پھر مولانا عزیر گل ؒ کے گاؤں سخاکوٹ میں موجود تھے، اور آخر تک ساتھ رہے، اکوڑہ خٹک آمد سے قبل راستہ میں انہوں نے اضاخیل بالا کے قریب مہاجرین افغانستان کے ایک بڑے کیمپ کا بھی معائنہ کیا اور ان لوگوں سے تبادلۂ خیال بھی کیا۔ دارالعلوم میں اچانک آنے کے باوجود سینکڑوں معتقدین بھی جمع ہو گئے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے تفصیلی تبادلۂ خیالات اور ملاقات ہوئی۔ دارالعلوم کے نئے کتب خانہ کے ہال میں آپ کو عشائیہ دیا گیا۔ بعد نمازِ عشاء دارالحدیث میں جو سامعین سے بھرا ہوا تھا، معزز مہمان نے نہایت فاضلانہ خطاب فرمایا۔ رات دارالعلوم میں گذارنے کے بعد صبح سویرے حضرت مولانا مدظلہ العالی عازمِ اسلام آباد ہوئے۔

● مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی جامعہ اسلامیہ کے **وائس چانسلر** نے ۲۹ نومبر کو دارالعلوم میں قدم رنجہ فرمایا، جس کی تفصیلات الحق میں شائع ہو چکی ہیں۔

۲۸ ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ کو ایک اور عرب بزرگ کی دارالعلوم میں آمد ہوئی، یہ تھے مصر کے شیخ عبدالمقیت محمد صاحب الواعظ العام للقواۃ المسلحۃ المصریۃ (مصری افواج کے واعظ عام) تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں آمد کے بعد اپنے شرکاء سمیت دارالعلوم آکر نہایت محظوظ ہوئے، بار بار اپنی حیرت و محبت کے جذبات پر مبنی کلمات سے دارالعلوم کو سراہتے رہے، نمازِ ظہر کے بعد مسجد دارالعلوم میں طلباء سے خطاب فرمایا۔ دفتر دارالعلوم میں جناب مدیر الحق نے ظہرانہ دیا۔ دارالعلوم کی کتاب الآراء میں اپنے تاثرات ثبت فرماتے ہوئے لکھا :۔

وانی اعتقد بانہ فاق الازہر المصری الذی شاع صیتہ فی جمیع البقاع۔

میرا اعتقاد ہے کہ یہ ادارہ اس مصری جامعہ سے بڑھ کر ہے جس کا غلغلہ چار دانگِ عالم میں پھیلا ہوا ہے۔

● ۲۵ اکتوبر کو اسلامیہ کالجیٹ سکول اسلامیہ کالج کے طلبہ کے ایک گروپ نے مولانا محمد سراج فاضلِ حقانیہ کی قیادت میں دارالعلوم کا مطالعاتی دورہ کیا اور دفترِ اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث کی زیارت کی اور نصائح سے محظوظ ہوئے۔ طلبہ نے تجوید و قرأت سے بھی حاضرین کو محظوظ کیا، گروپ کے سینیئر رکن جناب شمس الرحمن بن مولانا عبدالدیان کی خواہش پر حضرت شیخ الحدیث صاحب نے اپنے قلم سے گروپ کو نصائح پر مبنی آٹوگراف دیا۔

● ۲۶ اکتوبر کو پنجاب کی ڈسٹرکٹ کونسلوں کے چیئرمینوں پر مشتمل ایک اہم وفد نے دارالعلوم کا معائنہ کیا اور بے حد مسرت ظاہر کی۔

● ۲۵ دسمبر ۱۹۸۱ء کو ممتاز محقق عالم حضرت العلامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب جو کہ انگلینڈ میں مقیم ہیں، تشریف لائے، حضرت شیخ الحدیث صاحب سے ملاقات کی اور بعد میں جناب مدیر الحق سے بیرونِ ممالک میں مسلکِ حقہ کی حفاظت پر تبادلۂ خیالات کیا۔

● افغان مجاہدین کے اہم زعماء اور قائدین تشریف لاتے رہتے ہیں اس سلسلہ میں افغانستان کے صوبہ ولایت لوگر کے موضع چرخ (یعقوب چرخی وغیرہ افاضل اسی سے منسوب ہیں) سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا محمد دین صاحب تشریف لائے جو مقامی جہاد کے امیر عمومی، جید عالم، محدث اور حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتی مرحوم کے خلفاء میں سے ہیں۔ انہوں نے جہادِ افغانستان کے سلسلہ میں نصرتِ خداوندی کے عجیب واقعات سنائے جنہیں جہادِ افغانستان والے کالم میں نذرِ قارئین کیا جائے گا۔ دارالعلوم اور حضرت بانیٔ دارالعلوم کے بارہ میں انہوں نے اپنے شیخ و استاذ حضرت محدثِ غورغشتوی رح کی ایک روایت نقل کی جسے دارالعلوم کے اس کالم میں محفوظ کرنا ضروری ہے:۔

فرمایا مجھے تمام عمر مولانا عبدالحق مدظلہ سے ملنے کی حسرت تھی اس لیے کہ ہمارے شیخ الحدیث نصیر الدین رح فرماتے تھے کہ اب جب مولانا عبدالحق صاحب وطن (دیوبند سے) آگئے ہیں اب اگر میں تدریس نہ بھی کرسکوں تو میرا ذمہ فارغ ہوگا اسلئے کہ وہ میرے عوض (متبادل) ہیں۔ اور یہ ایسا ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے ظہور فرمایا اور وہ فتوی دینے لگے تو لقمان حکیم نے فرمایا کہ اب ان کا فتوی کفایت کرتا ہے۔ اس کے راوی مولانا محمد دین صاحب نے فرمایا کہ یعنی مولانا ان پہ ایسے گراں (عزیز) تھے کہ مثالیں دے دے کر ہمیں ان کے بارہ میں سمجھایا کرتے تھے۔

● شام اور عالمِ عرب کے ممتاز ترین جید اور محقق علامہ اور مجاہد راہنما الشیخ عبدالفتاح ابوغدہ جو اس وقت ریاض سعودی عرب میں شام سے جلاوطنی کی زندگی گذار رہے ہیں اور ریاض یونیورسٹی میں علم و تحقیق کے گوہر لٹا رہے ہیں۔ ۳ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ کو دارالعلوم تشریف لائے اور یہ آپ کی دوسری بار آمد تھی۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے فرزند مولانا محمد بنوری ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت شیخ الحدیث رح کے ساتھ دفترِ اہتمام میں دیر تک قیام فرمایا، پھر دارالعلوم کے مختلف شعبے بالخصوص کتب خانہ دیکھا، مسجد دارالعلوم میں نمازِ ظہر کی امامت فرمائی اور طلبہ و اساتذہ کو زیارت نصیب ہوئی۔

اس کے بعد جناب مدیر الحق کے مکان پر چند گھنٹے آرام فرمایا، کتاب الآراء میں دارالعلوم اور حضرت بانیٔ دارالعلوم کے بارہ میں فصیح و بلیغ، جامع اور عمیق تاثرات کو قلمبند کیا جس میں سے چند جملے یہ ہیں:۔

"دارالعلوم ایسی جگہ ہے جس کی بنیاد تقوی اور مسلمانوں میں کتاب و سنت کی اشاعت کیلئے رکھی گئی ہے، وہ بھی علم و عمل محنت و جدوجہد و جہاد کے ذریعہ۔ اس وجہ سے اس کے طلبہ علم کے شیوخ اور جہاد کے قائدین کر نکلتے ہیں، انہیں ہر لحاظ سے ہمارے شیخ (مولانا عبدالحق رح) کی توجہاتِ عالیہ اور نظرِ کرم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے نوازا۔"

اس سے قبل تحریر فرماتے ہیں:۔

"الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دارالعلوم حقانیہ کی رؤیۃ (زیارت) سے نوازا کہ اس کے دیکھنے کا شرف مجھے نصیب ہوا جس سے دل کو سکون ملا۔ اس کے مشائخ بالخصوص ان مشائخ کے سرتاج و انوارِ روحانی کی مہک سے سرشار مولانا علامہ جلیل اور دانائے بصیر امام معظم الشیخ عبدالحق کی زیارت سے نوازا، اللہ ان کے سایہ سے اپنے بندوں اور ملک کو نفع مند کرتا رہے، طالبینِ حق کے لیے حق ان کے ذریعہ روشن ہوتا رہے، ان کے معتقدین اور مریدین کو ان سے فیضیاب کرتا رہے، ان کی زیارت روح کی تقویت، عزم و ہمت کی غذا اور روحانیوں کی روحانیت میں اضافہ کا ذریعہ ہے، ان کی زیارت غذائے روح اور شفائے امراضِ باطنی ہے۔ الحمد للہ کہ میں ان کے ہاتھ چومنے اور صحبت میں بیٹھنے سے مشرف ہوا۔"

● ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کو جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر الشیخ محمد طیب النجار اور قاہرہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر الشیخ حسین حمدی ابراہیم اور اسلام یونیورسٹی کے وائس چانسلر الشیخ حسن حامد دارالعلوم حقانیہ اپنے تعارفی و مطالعاتی پروگرام پر تشریف لائے۔ اساتذہ اور طلبہ نے دو رویہ قطاریں بنا کر معزز مہمانوں کا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اتفاق سے ان دنوں دارالعلوم کے ششماہی امتحانات ہو رہے تھے اور جن طلبہ کا اس روز پرچہ تھا وہ امتحان گاہوں میں اساتذہ کی زیر نگرانی مصروف کار تھے۔ مہمانوں نے آتے ہی سب سے پہلے امتحان گاہوں کا معائنہ کیا، پرچہ سوالات اور ان کے جوابات دیکھ کر حد درجہ مسرت کا اظہار کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم کے مختلف شعبوں کتب خانہ، الحق، مؤتمر المصنفین اور دار التصنیف تشریف لائے اور ہر جگہ ایک خاص حظ محسوس کیا۔ پھر دار الاقاموں (طلبہ کے ہاسٹلوں) کا معائنہ کرتے ہوئے جب تعلیم القرآن حقانیہ ہائی سکول پہنچے تو طلبہ نے پھولوں کے گلدستوں، پرجوش نعروں اور عربی مکالموں سے معزز مہمانوں کا استقبال کیا۔ اس کے بعد معزز مہمان دار الحفظ والتجوید تشریف لے گئے۔ وہاں طلبہ کی تعلیمی استعداد، تربیتی صلاحیت، حفظ و قرأت، عربی مکالمے اور استقبالیہ میں طلبہ کی دردانگیز عربی تقاریر سنکر حیرت میں ڈوب کے رہ گئے۔ اور جب ایک طالب علم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے کلماتِ رنج و غم اور تعزیتی حدیث یاد سے پڑھ کر سنائی تو سب کی آنکھیں پرنم اور اشکبار تھیں۔

جامعۃ الازہر اور قاہرہ یونیورسٹی کے چانسلروں نے دارالعلوم حقانیہ کو "الازہر القدیم" قرار دیا۔

دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کے ہاسٹلوں کا معائنہ کرتے ہوئے معزز مہمان جب دارالحدیث پہنچے جہاں حضرت شیخ الحدیث رح پہلے سے ان کے منتظر تھے حضرت شیخ الحدیث رح سے بہت تپاک معانقہ اور مصافحہ کیا، اس دوران اساتذہ اور طلبہ دارالحدیث پہنچ چکے تھے حضرت شیخ الحدیث رح کی جانب سے مولانا انوار الحق صاحب نے

مہمانوں کی خدمت میں خطبۂ استقبالیہ پیش کیا۔ اور مولانا حافظ غلام الرحمٰن صاحب مدرس دارالعلوم نے تعارفی کلمات کہے۔ اس کے بعد جامعۃ الازہر کے وائس چانسلر الشیخ محمد طیب النجار نے مفصل خطاب کیا، انہوں نے اپنی تقریر میں دارالعلوم حقانیہ اس کے تعلیمی اور روحانی ماحول، تعلیم و تربیت اور جہادِ افغانستان میں زبردست کردار کے پیشِ نظر اسے "الازہر القدیم" قرار دیا۔

اِس تقریب کے بعد دفترِ اہتمام میں معزز مہمانوں کو ضیافت دی گئی جہاں انہوں نے حضرت شیخ الحدیثؒ سے تبادلۂ خیالات بھی کیا، رخصت ہوتے وقت انہوں نے حضرت شیخ الحدیثؒ کا شکریہ ادا کیا اور دیر تک آپ کی پیشانی کو بوسے دیتے رہے۔

● ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء کو ایرانی علماء اور سکالروں کا ایک وفد دارالعلوم حقانیہ تشریف لایا جس میں ایرانی پارلیمنٹ کے ممبر جناب استاذ دکتور حسن روحانی، جناب استاذ سید رضا النقوی صاحب، مولانا شہداد صاحب قاضی اہلسنت بلوچستان ایران کے علاوہ پاکستان کے لیے ایرانی سفیر جناب ابو شریف صاحب بھی شریک تھے انہوں نے اپنے خطاب میں جہادِ افغانستان سے متعلق دارالعلوم حقانیہ اور اس کے فضلاء کے کردار کو سراہا۔ دارالعلوم کے مختلف احاطوں، طلبہ کے ہاسٹلوں، کتب خانہ اور دارالحفظ والتجوید کا معائنہ کیا۔ دارالحدیث میں ہونے والے درسِ حدیث میں بھی کچھ دیر ان مہمانوں نے شرکت کی، بعد میں دفترِ اہتمام میں انہیں ضیافت دی گئی جہاں انہوں نے حضرت شیخ الحدیثؒ سے مختلف امور پر تبادلۂ خیالات کیا۔

اِس وفد میں ایرانی بلوچستان کے اہلِ سنت کے قاضی جناب مولانا شہداد صاحب دیوبند میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے تلمذ حاصل کر چکے تھے، مدتوں بعد اپنے شیخ سے مل کر انہوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ کتاب الآراء میں مہمانوں نے اپنے وقیع تاثرات قلمبند کیے۔

● ۴ مئی ۱۹۸۳ء دارالعلوم علوم شرعیہ بنوں کے مہتمم مولانا حضرت علی صاحبؒ دورۂ حدیث کے طلباء کی ایک جماعت کے ساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تاکہ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحبؒ سے ختمِ بخاری کی سعادت حاصل کریں۔ لہٰذا ایک پر وقار تقریب منعقد ہوئی، حضرت الشیخؒ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا جسے مولانا حافظ انوار الحق صاحب نے قلمبند کر لیا ہے۔ طلباء کو اجازتِ حدیث مرحمت فرمانے کے ساتھ ساتھ ان کی درخواست پر دستار بندی بھی کرائی۔ اس طرح مختصر قیام کے بعد طالبانِ علومِ نبوت کا یہ قافلہ بنوں کے لیے روانہ ہو گیا۔

● ۱۳ مئی ۱۹۸۳ء کو ایک عالمی خبر رساں ایجنسی کی نمائندہ مسز آرا شیگ جو برطانوی باشندہ ہیں، پاکستان ٹوبیکو کمپنی اور دارالعلوم حقانیہ تشریف لائیں۔ حضرت الشیخ کو ماسکو، سمرقند، بخارا، کابل و قندھار اور افغانستان سے متعلق اہم معلومات سے آگاہ کیا۔ جہادِ افغانستان سے متعلق عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی تاثرات بھی ظاہر کیے اور اس سلسلہ میں دارالعلوم حقانیہ کے کردار کو سراہا۔ حضرت شیخؒ نے بھی اسلام کی حقانیت، صداقت، جامعیت، ہمہ گیری اور ادیانِ عالم میں فوقیت اور برتری کے موضوع پر گفتگو کی اور اپنے مخصوص انداز میں انہیں اسلام کی دعوت بھی دی۔ اس مذاکرہ کے بعض پہلو بڑے اہم اور دلچسپ ہیں، جو صحیفۂ اہلِ حق میں چھپ کر منظرِ عام پر آ گئے ہیں۔

● ۳ جون ۱۹۸۳ء کو سربراہِ مالدیپ کے مشیر مذہبی امور شیخ الاسلام جناب محمد جمیل زیدی صاحب اپنے مطالعاتی و تعارفی دورہ میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دفترِ اہتمام میں حضرت شیخ الحدیثؒ سے ملاقات کی اور اہم امور پر تبادلۂ خیال کیا جہاں حضرت شیخ الحدیثؒ نے انہیں ضیافت دی۔ اگرچہ دارالعلوم میں عام تعطیلات تھیں تاہم حضرت شیخؒ کی ملاقات اور دارالعلوم کے مختلف شعبہ جات دیکھنے سے بیحد خوش ہوئے۔

● ۲ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ کو صدرِ پاکستان کے تعلیماتِ اسلامی کے مشیر جناب ڈاکٹر مُصلح الدین صاحب دارالعلوم تشریف لائے، اسباق شروع تھے، طلبہ سے بھری درسگاہوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے، دارالحدیث میں چند منٹ درس بھی سُنا، لائبریری میں کافی دیر تک نادر نسخوں اور قلمی کتابوں سے اپنی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے دفتر الحق اور مؤتمر المصنفین میں تشریف لائے اور زیرِ ترتیب بعض کتابیں دیکھیں، دارالحفظ والتجوید میں طلباء کی قرأت اور عربی مکالمے سُنے، دفترِ اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث سے تفصیلی ملاقات کی اور کتاب الآراء میں اپنی گرانقدر رائے بھی ثبت فرمائی، اس سے قبل بھی ایک دو بار آپ دارالعلوم تشریف لا چکے ہیں۔

● ۱۵ مارچ ۱۹۸۵ء کو سابق وزیرِ اطلاعات و نشریات جناب راجہ ظفر الحق صاحب دارالعلوم تشریف لائے، نمازِ مغرب دارالعلوم کی مسجد میں پڑھی، پھر حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ کے گھر جا کر ان سے ملاقات کی۔ حضرت شیخ الحدیثؒ نے فرمایا: "راجہ صاحب! قوم میں قدر شناسی کا فقدان ہے، آپ نے اپنے دورِ وزارت میں مثالی کام کیے ہیں، ختمِ نبوت کے سلسلہ میں آپ کا کردار تاریخی اور مثالی تھا"،

راجہ صاحب نے عرض کیا: "حضرت! یہ سب آپ کی دُعائیں تھیں اور یہ سارا کام آپ کی دعاؤں سے ہوتا رہا۔ مگر حالیہ انتخابات میں مرزائیوں نے میرے خلاف دل کھول کر رقم تقسیم کی اور میری شکست کے لیے اندرونِ خانہ کئی سازشیں کیں میرے انتخابات میں رہ جانے پر کئی سرکردہ اور ذمہ دار مرزائیوں کے میرے نام خطوط آئے، انہوں نے مجھے لکھا کہ "انتخابات میں ناکامی کے بعد اب تو تمہیں یقین ہو گیا ہو گا کہ جو قدم تم نے اٹھایا تھا وہ سراسر غلط تھا"۔ تاہم آپ نے میرے دورِ وزارت کی جن خوبیوں کا تذکرہ کیا ہے یہ سب کچھ آپ کی دُعاؤں کے صدقہ اور مولانا سمیع الحق صاحب کی رفاقت، مفید راہنمائی اور گرانقدر مشوروں سے ہوا ہے گذشتہ تین سال کی رفاقت میں ہم نے ان سے بہت قومی و ملی فائدے حاصل کیے، ان کے علمی مشوروں سے اہم اور مشکل امور میں آسانیاں پائیں"۔

● ۴ جولائی ۱۹۸۱ء کو شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کے فرزند و جانشین، جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اور ایشیائی اسلامی کانفرنس میں بھارت کے مندوب حضرت مدنیؒ کے خصوصی شاگرد حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق قدس سرہٗ کی عیادت اور ملاقات کی غرض سے دارالعلوم حقانیہ میں تشریف لائے۔ حضرت مولانا اسعد مدنی مدظلہ ایک بار اس سے قبل بھی دارالعلوم حقانیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نواز چکے ہیں۔ اس بار آپ کی آمد نہایت مختصر رہی مگر شدید مصروفیات کے باوجود آپ نے اپنے اُستاذِ گرامی حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے ملاقات کا موقعہ

سخاکوٹ سے واپسی میں نکال لیا۔ اس وقت دارالعلوم میں بوجہ تعطیلات گو ماگرمی نہیں تھی، پھر بھی حضرت شیخ الاسلامؒ کے متوسلین و معتقدین، فضلاء دیوبند اور دیگر مشتاقان کافی تعداد میں حضرت کی زیارت کے لیے موجود تھے۔ اپنے مختصر قیام میں آپ نے دارالعلوم کے نو تعمیر شدہ کتب خانہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی یاد میں تعمیر شدہ احاطہ قاسمیہ کا معائنہ کیا۔ ماہنامہ الحق کے جدید دفتر میں حضرت مولانا سمیع الحق نے انہیں مؤتمر المصنفین کی مطبوعات کا سیٹ پیش کیا اور دارالعلوم کی تفصیلات بتلائیں۔

● ۱۱ رجولائی ۱۹۷۸ء کو وفاقی وزیرِ محنت و آبادکاری جناب چوہدری ظہور الٰہی صاحب اور وفاقی وزیرِ تعمیرات جناب فدا محمد خان صاحب صبح صبح اچانک دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تاکہ حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ سے ملاقات کر سکیں مولانا سمیع الحق صاحب نے انہیں دارالعلوم کی نئی تعمیرات کا معائنہ کرایا اور پھر امتحان گاہ میں لے گئے جہاں وفاق المدارس کے زیرِ نگرانی دورہ حدیث شریف کے امتحانات ہو رہے تھے اس کے بعد دونوں معزز حضرات شہر میں حضرت شیخ الحدیث صاحب کے مکان پر گئے اور حضرتؒ کی خدمت میں کچھ دیر رہے۔ چوہدری ظہور الٰہی صاحب نے حضرتؒ سے اپنے دیرینہ گہرے تعلّق اور عقیدت کا اظہار کیا اور کہا کہ میری خواہش تھی کہ وزارت کی ذمہ داری اٹھانے کے بعد گھر جانے سے قبل آپ کی زیارت کر لوں۔

● ۸ راگست ۱۹۸۴ء کو مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب فیصل آباد، جناب ڈاکٹر عبدالواحد ہالے پوتا اور جناب بریگیڈیر گلزار احمد صاحب نمازِ ظہر کے بعد دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، چونکہ اس وقت حضرت شیخ الحدیث صاحبؒ گھر میں تھے اس لیے معزز مہمان ان کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے، بیٹھک میں ان سے ملاقات کی جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہی۔ ان ہی دنوں وفاقی شرعی عدالت کے تحت لاہور میں مرزائیت کا کیس چل رہا تھا حضرت شیخ الحدیثؒ نے مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کو دیکھتے ہی فرمایا: "میرا تو خیال تھا کہ ان دنوں آپ تحفظ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم ہوں گے مگر آپ تو یہاں پھر رہے ہیں"، پھر اسی سلسلہ میں اہم امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔

● ۱۰ راگست ۱۹۸۴ء کو مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب کے طلبہ کا ایک وفد دارالعلوم آیا جن کی راہنمائی سعودی عرب میں زیرِ تعلیم پاکستانی طلبہ کر رہے تھے۔ دارالعلوم کی تعلیمی کارکردگی، اساتذہ کی تربیت وسادگی اور طلبہ کے اخلاق سے حد درجہ متاثر ہوئے، دارالعلوم کے تمام شعبہ جات کو تفصیلاً دیکھا۔ بعد العصر حضرت شیخ الحدیث صاحب کے ہاں ان کی مسجد (قدیم دارالعلوم حقانیہ) میں ان سے ملاقات کی، دارالعلوم سے متعلق مسرّت اور فرحت وانبساط سے بھرپور جذبات کا اظہار کیا۔ عشاء کے قریب وفد کی واپسی ہوئی۔

● ۲۳ راگست ۱۹۸۴ء کو افغان مشائخ اور علماء کی ایک جماعت وفد کی صورت میں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائی۔ جہادِ افغانستان، مجاہدین میں اتحاد اور اس کو مزید مستحکم کرنے کے سلسلہ میں مولانا سمیع الحق صاحب سے دفتر الحق میں ملاقات کی جو تقریباً دو گھنٹے جاری رہی ـــــ جہادِ افغانستان کی موجودہ صورتحال کے علاوہ کئی اہم امور زیرِ بحث آئے۔ تقریباً ۱۲½ بجے وفد کے ارکان مولانا سمیع الحق صاحب کی معیت میں حضرت شیخ الحدیث صاحب سے دفترِ اہتمام میں ملے جہاں معزز مہمانوں کو ضیافت دی گئی۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سے بھی اہم مذاکرہ ہوا، دونوں جگہوں کے مذاکرہ اور گفتگو کو مولانا عبدالقیوم حقانی نے قلم بند کر لیا ہے جو صحیفۂ اہلِ حق میں چھپ چکے ہیں۔

● اگست ۱۹۸۴ء کو دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین مولانا معراج الحق صاحب دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ دفترِ اہتمام میں حضرت شیخ الحدیث نے معزز مہمان کو ٹھہرایا، کافی دیر تک مجلس رہی جس میں دارالعلوم کے اساتذہ بھی شریک تھے۔ اس دوران طلبہ دارالحدیث میں جمع ہو گئے جہاں معزز مہمان نے خطاب کرنا تھا جب معزز مہمان، حضرت شیخ الحدیث اور دارالعلوم کے اکابر اساتذہ کی معیت میں دارالحدیث میں داخل ہوئے تو حاضرین نے پُرجوش خیر مقدمی نعروں سے معزز مہمان کو خوش آمدید کہا، حضرت شیخ الحدیث اور معزز مہمان دونوں ایک مسند پر تشریف فرما ہوئے تو منظر دیدنی تھا۔

حضرت شیخ الحدیث، دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند سے آئے ہوئے قابلِ قدر مہمان کے اکرام میں نچھاور ہو رہے تھے۔ چونکہ مولانا سمیع الحق صاحب سفر پر تھے اس لیے تقریب کے آغاز میں مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب نے حضرت شیخ الحدیثؒ، دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ کی طرف سے ضیفِ محترم کو خوش آمدید کہا اور ان کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا۔ اور حاضرین سے مہمان کا تعارف، دارالعلوم دیوبند کے بحران میں دارالعلوم حقانیہ کی ہمدردانہ دلچسپی، دارالعلوم حقانیہ کا تاریخی پس منظر، دارالعلوم دیوبند سے ربط اور تعلیمی واشاعتی خدمات اور اب جہادِ افغانستان میں فضلائے حقانیہ کے مجاہدانہ اور قائدانہ کردار اور دارالعلوم دیوبند کے مشن کی تکمیل میں دارالعلوم حقانیہ کی مساعی پر روشنی ڈالی۔

دارالعلوم حقانیہ میں آکر مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے میں دارالعلوم دیوبند میں آگیا ہوں

ان کے بعد حضرت مولانا معراج الحق صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ واقعۃً میرا جی بھی یہی چاہتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے در و دیوار سے لپٹ جاؤں، اس لیے کہ ان کی تہہ میں بالاکوٹ کے شہداء کا خون موجود ہے۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ نے جب سکھوں سے جنگ لڑی تو اکوڑہ میں ہی پڑاؤ ڈالا تھا، تو یہاں ان کے رفقاء شہید ہوئے تھے۔ اسی سرزمین میں ان کے خون کی کھاد موجود ہے، اس لیے تو آج یہاں کے پتھروں سے دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں علوم ومعارف کے چشمے جاری ہیں جو ایک عالم کو سیراب کر رہے ہیں۔

انہوں نے فرمایا دارالعلوم حقانیہ آکر مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میں دارالعلوم دیوبند میں آگیا ہوں، مجھے یہاں کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہیں ہوئی ـــــ فرمایا دارالعلوم دیوبند دارالعلوم حقانیہ کو اپنے جسم کا ایک حصہ

واقعۃً میرا جی بھی یہی چاہتا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے در و دیوار سے لپٹ جاؤں اسلیے کہ انکی تہہ میں بالاکوٹ کے شہداء کا خون موجود ہے (مولانا معراج الحق)

(باقی ۴۲۷ پر)